ماہنامہ

اکتوبر ۲۰۲۲

فکرِ ادب و تحقیق

فروغِ فن و ادب سوسائٹی

انسٹیٹیوٹ آف فزکس

خواجہ فرید یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی رحیم یار خان

زندگی اور خلا

انسان، گوشت پوست کا ایک پتلا، خود میں دھڑکتا دل چھپائے ہوئے ہے. دل کی کتھک اور خون کی بوندوں کا اپنی تمام سرحد کا دائرہ لگا پانا، اس پتلے میں زندگی ہونے کی علامت ہے. پر اسے علامت کس نے قرار دیا اور کب دیا. کوئی محض نبض کا اتار چڑھاؤ محسوس کر کے کیونکر زندگی کی نوید سنا سکتا ہے. جبکہ بے جان ہوتا دل، لیکن دھڑکتا قلب، یہ جانتا ہے کہ زندگی ہی تو نہیں رہی. دھڑکن ہے، گردش ہے اور بس.

شاید زندگی کی پہچان کرنے والوں نے اسے کسی اور میزان میں تولا تھا. کوئی کھوجتی آنکھ، کوئی سوچتا ذہن، کیا کبھی حیات کو اس حرارت سے پرے سمجھتا ہو گا؟ بدن کی گرمی کو چھوڑ کر دل کا کسی خوبصورت بات پر حدت محسوس کرنا. کیا کسی نے کبھی یہ کہا کہ زندگی تو یہ ہے. بہتے، دوڑتے، گردش کرتے خون کی لالی نہیں، گال پر چھایا حیا کا گلال یہ بتاتا ہے کہ انسان زندہ ہے.

ایک مکمل نظر آنے والا جسم، کس قدر دیمک زدہ ہے کیا کبھی کوئی بتا پایا. کیا کبھی کوئی اس کھوکھلے پن کو پہچان کر یہ کہہ سکا کہ کچھ زندگی کھائی جا چکی ہے. روح کا خلا، کیا اس نے انسان کے خود کے علاوہ کسی اور کے لیے کوئی معنی رکھا ہے. یا دیکھنے والے اور بتانے والے بس ظاہر کی چادر ہی کو دیکھتے رہ گ ئے. جِلد پر نظر آتے زخموں کو نام دیا گیا. ادھڑی کھال کو بھرنے، نت نئی دوائیں تلاشی گئیں. کیا کبھی کوئی یہ بتا پایا کہ اندر کا خلا کیسے بھرا جانا چاہیے. کیا اس کی کبھی کوئی دوا بنی؟ یا صرف قبر کو بھرتی مٹی ہی اس خلا کو پر کر سکے گی.

اگر ایسا ہے تو ہمیں انتظار ہے، کہ زندگی کا ختم ہونا کوئی اور جان سکے نا سکے، ہمیں تو معلوم ہے کہ دل کی سنائی دیتی آواز، زندگی کی پکار نہیں ہے.

از قلم: کائنات عمران

میرا شہر ایسا تو نہ تھا!

رحیمیار خان کا شمار پنجاب بلکہ پاکستان کے اہم ترین ضلعوں میں ہوتا ہے۔ پنجاب کے اس ضلع میں سب سے زیادہ شوگر، آٹے، کپاس اور آئل ملیں ہیں۔ اس ضلع کے آم کو دنیا بھر میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اس ضلع میں ان لوگوں کی رہائش گاہیں بھی موجود ہیں جنکا شمار پاکستان کے 10 امیر ترین گھرانوں میں ہوتا ہے۔ پنجاب اور وفاق میں بننے والی حکومت کا دارومدار بھی بہت حد تک اس ضلع کی سیاست پہ منحصر ہوتا ہے۔ یہاں کے چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹریز کا شمار پاکستان کے مضبوط ترین چیمبروں میں ہوتا ہے۔ ہر دور حکومت میں 4 سے 5 وفاقی و صوبائی وزارتیں بھی اس ضلع کے پارلیمانی نمائندوں کے حصوں میں آتی ہیں۔ یہاں کی یونیورسٹیوں، میڈیکل کالجوں اور ہسپتالوں سے ضلع کے ساتھ ساتھ سندھ، بلوچستان اور کچے کے علاقے کے لوگ بھی مستفید ہو رہے ہیں۔ کئی نیشنل و ملٹی نیشنل کمپنیاں بھی اس ضلع میں اپنا کاروبار کر رہی ہیں۔

اتنی اہمیت کا حامل ہونے کے باوجود میرا یہ ضلع اور خاص طور پہ شہر رحیمیار خان آج لاوارث ہے۔

اس شہر کے جس گلی محلے میں چلے جائیں، آپکا استقبال سیوریج کا گندہ پانی کرے گا، جہاں سیوریج کے مسائل نہیں ہوں گے وہاں آپکا سامنا ٹوٹی پھوٹی سڑکوں اور گلیوں سے ہوگا۔ 300 کروڑ کے میگا سیوریج پراجیکٹ کا فائدہ شائد تین سو گھرانوں کو نہ ہوا ہو البتہ اب تک یہ پراجیکٹ کم و بیش تین سو لوگوں کی زندگیوں کے چراغ ضرور بجھا چکا ہوگا۔ چوریاں ڈکیتیاں اتنی عام ہو چکی ہیں کہ آپ اپنی نئی گاڑی یا موٹر سائیکل گھر کے باہر کھڑی کریں تو چند ہی لمحوں میں وہ غائب ہو جائے گی۔ بجلی و گیس کی لوڈشیڈنگ بھی اس ضلع میں ایک عذاب بن کے نازل ہوئی ہے جسکے باعث انڈسٹری کا پہیہ جام ہو کے رہ گیا ہے۔ زراعت کے حوالے سے ایک اہم ضلع ہونے کے باوجود یہاں کا کسان نہری پانی و کھاد کو ترس کے رہ گیا۔ چند دن پہلے ترقیاتی کاموں کے بلند و بانگ نعروں کا پول بھی آدھے گھنٹے ہونے والی بارش نے کھول کے رکھ دیا ہے۔ کچھ عرصہ قبل سیاست دانوں کی زبانوں پہ یہ باتیں عام تھیں کہ رحیمیار خان کو 22 ارب کا بجٹ مل گیا ہے اس بجٹ میں ہونے والے ترقیاتی کاموں کی بدولت اب شہر کے پوش علاقوں میں بھی آپکو ہر وقت گٹروں کا پانی کھڑا ملے گا۔ آپ اس شہر کے واحد سرکاری ہسپتال سے ریکارڈ حاصل کر لیں ہر دس میں سے ایک بندہ آپکو کالے یرقان کا مریض ملے گا۔ زیادہ نہیں صرف پچھلے چھ ماہ کی اخبارات کا جائزہ لے لیں آپکو روز یہ خبر سننے کو ملے گی کہ کالے یرقان نے دو سے تین لوگوں کی جان لے لی۔

ان سب کے باوجود حکام بالا اور ضلعی انتظامیہ کسی قسم کا کوئی ایکشن نہیں لیتے۔ میرا یہ سوال ہے کہ آخر اس اتنے خوبصورت اور خاص اہمیت کے حامل ضلع کو کن لوگوں نے اس نہج تک پہنچایا؟ اور کیا اسکا کوئی وارث نہیں ہے؟ کیا یہاں کے باسیوں کی یہ اوقات ہے کہ یہ لوگ ساری زندگی گٹروں کے پانیوں میں گزار دیں اور کالے ہر قان و دیگر بیماریوں کا شکار ہو کہ مر جائیں؟ میری حکومت وقت اور ضلعی انتظامیہ سے درخواست ہے کہ خدارا اس شہر پہ توجہ دیں یہاں بھی انسان بستے ہیں۔ اس شہر کو ذرا سی توجہ کی ضرورت ہے یہ شہر حکومت کو اربوں روپے کما کر دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

از قلم: محمد بلال ولی

بارش

باہر کی بارش نہ جانے کیوں اندر کی "روح" کو گیلا کر دیتی ہے۔۔۔۔بارش میں ماضی کی لہر دوڑا رہی تھی اسے آج شدت سے یاد آیا کہ کیسے اس نے اپنوں کو کھویا تھا بالکل ایسے ہی برسات اس میں برسنے لگی کیسے وہ تڑپی تھی اپنوں کو بچانے کے لیے، گویا اس کے زخم دوبارہ سے تر ہونے لگے۔۔۔

بارش برس تو باہر رہی تھی لیکن اسے بھیگا اندر سے رہی تھی اسکا دل دماغ اندر سے آنسوؤں کے ریلے کی ضد میں تھا، اس نے اچانک خود میں اذیت کی لہریں اٹھتی محسوس کی اس کی آنکھیں بارش کی بوندوں کی طرح برسنے لگی۔ وہ ٹوٹ کے بکھرنے لگی گویا جیسے تیز طوفانی بارش میں ہوا کے ہچکولوں سے درخت کی شاخیں جدا ہو جاتی۔۔۔اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی بے بسی کے منظر چلنے لگے کتنی بے بس تھی نہ وہ ان دنوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جس طرح زمین پر بارش ٹوٹ کے گر رہی تھی بلکل اسی طرح اسے خود میں اپنی .... کتنی بے بسی محسوس کی تھی اس نے اپنوں کو بچانے کے لیے لیے ذات مرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔اس کی آنکھیں برسات سے تیز بہنے لگیں وہ چپ چاپ اپنوں کے تصور خود میں لیے مسلسل برستی رہی، کتنا گڑگڑائی تھی وہ اللہ کی زمین کے ان بندوں کے سامنے اپنوں کی زندگیوں کیلیئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لیکن وہ اسے جھوٹی امیدوں کے سوا کچھ نہ دے سکے۔۔۔۔باہر برستی بارش اسے خود سے نسبت دینے لگی کہ اس میں بھی تو ایک اسی طرح کا گرج دار موسم برستا ہی رہتا ہے اسے یقین تھا کہ اس کا اللہ اسے اس اذیت سے نکال دے گا وہ پر سکون ہونے لگی تھی، لیکن نہ جانے اللہ نے اسے کیسی آزمائش میں ڈال دیا تھا اس کا سکون اچانک وحشت میں بدلنے لگا۔۔۔۔وہ فون کا بجنا، گھر میں افراتفری، چیخ و پکار کا سماں اسے وحشت زدہ کر گیا تھا۔ بے شک اللہ کے فیصلے وہی بہتر جانتا ہے اس کی مصلحتیں ہم بندے نہیں جان سکتے لیکن نہ جانے اللہ کی یہ کیسی مصلحت تھی جو اسے قبرستان کا راستہ تک دکھا گئی، اسے پیروں تلے سے زمین نکلتی ہوئی محسوس ہوئی نظروں کے سامنے سفید کپڑا اور لوگوں کے ہجوم کی آہیں سن کے اسے خود کی آنکھوں اور کانوں کی سماعت پر یقین نہ رہا۔ کیسے اچانک اس نے بادل کی گرج پر مضبوطی سے آنکھیں بند کی۔ اسے خود کے اندر ہی اندر طوفانی !ایک پل میں اسکی زندگی ویرانی میں بدل گئی تھی۔۔۔۔۔۔

کتنے اپنوں کے !بارشوں کے جیسے تباہی اترتی ہوئی محسوس ہوئی۔ وہ تو خود آنسوؤں میں بستی تھی، پھر نہ جانے اسے آج بارشیں کیوں رولا گئی۔۔۔۔۔

ہجوم ہیں آج بھی کہنے کو اسکی زندگی میں، لیکن یہ بات تو صرف وہی محسوس کر سکتی ہے کہ بچھڑے ہوئے اپنوں کی کمی تو کوئی بھی نہیں پورا کر سکتا....۔۔۔۔پتہ نہیں یہ کیسا ساون تھا جو اس کی سانسیں تک جھلسا گیا تھا۔۔۔اسے خبر ہی نہیں رہی کہ اس تیز بارش میں وہ طویل رنجشوں پر خود کو کتنا بہا چکی تھی۔

از قلم : انعم عامر

آزادی اپنے خوابوں کی

ویسے کہنے کو تو اس بار 75 واں یوم آزادی منایا جائے گا لیکن دیکھا جائے تو ہم آج بھی قید کی زندگی بسر کر رہے ہیں یہ قید معاشرے کی ہے آج کل لوگ خود اپنے لیے سوچنے پسند ہی نہیں کرتے بس آس پاس کے معاشرے کو دیکھ کر وہی اپنی سوچ بنا لیتے ہیں پھر اسی پر اپنی پوری زندگی لگا دیتے ہیں پھر زندگی کے آخری ایام میں ہمیں یاد آتا ہے کہ ہمارے خواب تو کچھ اور ہی تھے۔ آج کل کے دور میں انسان اپنی سوچ کو چھوڑ کر اس بات پہ زیادہ غور کرنے لگے ہیں کہ لوگ کیا سوچتے ہیں لوگ کیا کرتے ہیں ہم سب یہ بات اچھے سے جانتے ہیں کہ جو انسان اپنے لیے سوچ سکتا ہے اس سے اچھا کوئی نہیں ہو سکتا۔ اب اپنی ہی مثال لے لیجئے پیدا ہوتے ہی والد صاحب کہنے لگ جاتے ہیں بیٹے نے ڈاکٹر بننا ہے پھر والدہ محترمہ کہتی ہیں میرے بیٹا تو آرمی آفیسر بنے گا بیٹے کے خواب تو کچھ اور ہی ہوتے ہیں آخر میں بیٹا کچھ بھی نہیں کر پاتا پھر سرکاری نوکری کے لیے در در کی ٹھوکریں کھاتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اپنی زندگی سے تنگ آ جاتا ہے۔ اللہ پاک نے ہر انسان میں کوئی نہ کوئی خوبی رکھی ہے تو ماں باپ کو چاہیے کہ لوگوں کو چھوڑ کر اپنی اولاد کو دیکھیے کہ وہ کیا اچھا کرتی ہے اور کیا اچھا کر سکتی ہے کیونکہ انسان ہمیشہ اپنے خوابوں کے لیے زیادہ اچھے سے محنت کرتا ہے چاہے وہ کتنے ہی مشکل کیوں نہ ہوں وہ دل و جان سے محنت کرتا ہے ان کو پورا کرنے کے لیے۔ اس لیے گزارش ہے کے معاشرے لوگوں کو چھوڑ کر خود سوچنا شروع کریں۔ اور اپنے بچوں کو ان کے خواب پورا کرنے دیں اس سے ہمارے ملک اور قوم دونوں کے لیے آسانیاں پیدا ہوں گی۔ لوگ مختلف شعبوں میں جائیں گے نئے نئے خیالات سامنے آئیں گے بچوں کو صحیح اور غلط بتانا والدین کا فرض ہے بچوں کی قابلیت کو دیکھتے ہوئے ان کو راستہ بتائیں۔ کہیں کمزور ہونے لگیں تو ان کا حوصلہ بنے۔ کہیں وہ غلط لگیں تو صحیح راستہ بتائیں۔ ان کو بتایں کہ محنت کریں اور اللہ تعالیٰ سے اچھے کی امید رکھیں بے شک وہ راستے بنانے والا ہے اور تمام کائنات کا مالک ہے دنیا کا سارا نظام اس کے ہاتھ میں ہے اگر صحیح راستہ اختیار کریں گے تو ان شاء اللہ ضرور کامیاب ہوں گے

از قلم: فوزیہ کوثر

زندہ اور حسّاس وقت

وقت اللہ کی عظیم نعمت ہے وقت اچھے کام کرنے والے کا بھی گزر جاتا ہے، برے کام کرنے والے کا بھی اور نیوٹرل کام کرنے والے کا بھی۔
نیوٹرل سے میری مراد ایسا کام جس کا دنیا وآخرت میں کوئی فوائد نہیں۔ لیکن جیتا کون اور ہارا کون؟

قیامت کے روز کوئی شخص اپنی جگہ سے حل نہ سکے گا جب تک وہ پانچ سوالوں کے جواب نہ دے دے ان میں سے ایک ہے "وعن عمرک فیما افناہ" گویا وقت دیا تھا کہاں کھپا کر آئے ہو؟

آپکو معاشرے میں ہر شخص یہ کہتا ملے گا بس جی وقت نہیں ملتا اب ذرا وقت کے معاملے کو سمجھ لیتے ہیں۔

بظاہر یہ سچ ہونے کے باوجود کہ ایک دن میں چوبیس گھنٹے، ایک گھنٹے میں ساٹھ منٹس اور ایک منٹ میں ساٹھ سیکنڈز ہوتے ہیں، اگر آپ وقت کو ایک ایسا ساکت معاملہ سمجھ بیٹھے ہیں جس کی وُسعت ہر انسان کے لیے ایک جیسی ہے تو پھر آپ نے جانا ہی نہیں کہ وقت اللہ کا کیسا امر ہے۔

درحقیقت رُوح کی طرح وقت بھی اللہ کا ایک زندہ، ذہین، حساس اور متحرک امر ہے۔ جیسے ہم میں موجود روح کا اللہ کی ذات سے خصوصی اور انتہائی ذاتی تعلق ہے عین ویسے ہی وقت بھی مشیّتِ الٰہی کے نظام کا ایک باشعور اور محیرُ العقل ڈرائیور ہے۔
آپ چاہیں تو تجربہ کر دیکھیے کہ جیسے ہی آپ اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر اپنے خالق کے مُقرر کردہ اوقات میں اُس سے رُجوع کی عادت پُختہ کرتے جاتے ہیں، وقت آپ کے احترام میں خاص آپکے لیے خُود کو اس غیر محسوس انداز میں کُشادہ کرلے گا کہ آپ دیگر لوگوں کی نسبت اُنہی چوبیس گھنٹوں میں کہیں زیادہ اور بہت بہتر کام کرلیں گے جو چوبیس گھنٹے باقیوں کو اپنی ذمہ داریوں کے لیے کم لگتے ہیں۔ اس بات کو آپ یُوں سمجھیے کہ ایک ایسی کار جو کسی موٹروے پر چالیس کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ رہی ہو، فُٹ پاتھ پر پیدل چلتا شخص تو اُسے تیز رفتار ہی سمجھے گا لیکن اس کار میں موجود افراد جانتے ہیں کہ موٹروے پر کار کی اسپیڈ کے حساب سے اُنکی رفتار کافی کم ہے۔

جن افراد پر وقت کی برکت کے دروازے کُھل جاتے ہیں گویا وہ وقت کے سوار بن جاتے ہیں، یعنی دیگر افراد کے معاملے کے برعکس پھر وقت کی گردِش نہ تو اُنہیں تھکاتی ہے، نہ گزرتا وقت اپنی پرتوں کا بوجھ اُن پر سوار کرتا ہے۔ اس بوجھ کو آجکل ہم اپنی زبان میں ڈیپریشن کہتے ہیں، اگر کسی ایسی خطرناک بیماری پر تحقیق کی جائے جسکا شکار کسی بھی وقت میں کسی بھی معاشرے کے سب سے زیادہ انسان ہوتے ہیں تو مجھے یقین یہ ڈیپریشن ہی ہوگی۔ غور کیجیے تو ڈیپریشن وقت کے بوجھ کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔

جیسے جیسے آپ کی فریکوُئینسی اپنے خالق کی مرضی سے ہم آہنگ ہوتی جاتی ہے، وقت آپکی مصروفیات، ذمہ داریوں، مسائل اور وسائل کا ایسے خیال رکھنے لگتا ہے جیسے یہ آپکا پرسنل اسسٹنٹ ہو۔ اگر آپ ڈیپریشن یا کام کی زیادتی جیسے مسائل کا شکار ہیں تو خود کو فرض نمازوں کو اُنکے اوقات میں ادا کرنے کی پریکٹس پر کنونس کر دیکھیے۔ جیسے ہی آپ اللہ کے مُقرر کردہ اوقات کا احترام شروع کریں گے وقت آپکا احترام شروع کر دے گا۔۔۔

از قلم: حافظ سعد اختر

LIFE IS GETTING HARDER

These days this time is passing extremely fast. Everyone is on their way to their destination. Everyone wants to achieve success. Everyone wants to be respected everywhere.

So will all this happen by just keeping quiet? Will this success come without hard work?

It is the nature of human that if he wants to achieve something, he tries his best to achieve it by working hard day and night and he sometimes gets success due to his efforts, which makes him very happy.

In addition to this , I'd like to summarize the whole thing in short lines that we all know that day by day, "life is getting harder" no matter how down we are, we have to wake up. we have to do our best to achieve our goals.

It's time to think for your family, it's time to identify yourself who you are, why are you here, and what are your aims, and if you are unaware of your goals and purpose, you can't survive in this era of hardships.

So, Let's wake up from the unconscious sleep and work not only for ourselves but for those who are close to us.

Moreover, when live gets hard for you don't be upset. Remember that it will change, take it as a learning experience, take it day by day, practice gratitude, practice self-care, learn acceptance, take some time to relax, talk it out, think about solutions that are possible, realize that there is no use in dwelling, find comfort in others and work hard until you success in mission. Remember Success needs years of hardworking.

BY : AD MALIK

(Kasam ka kaffara) in the light of Quran and Hadith

If someone takes the oath, they formally promise to tell the truth. You can say that someone is on oath or under oath when they have made their promise. It is a word which simply translates to 'I swear'. The kaffaarah for breaking an oath having conditions which are following:

1. One should either feed ten poor people. The food should not be of poor quality, it must be same as we feed to our children.

Or

2. Either clothe them. Stuff of clothe should not be of poor quality. It must be moderate quality. At least that stuff can wear for 3-4 months.

Or

3. Release one servant.

Or

4. If any above of three are not manageable then one should keep three fasts in regular days. This is only acceptable if you can't able to perform any one of above three conditions.

Note:

You can't pay Kaffara before the break of kasam or oath. Reference: Surah Maidah Ayat 89. Hadith: Narrated 'Aisha: Abu Bakr As-Siddiq had never broken his oaths till Allah revealed the expiation for the oaths. Then he said, "If I take an oath to do something and later on I find something else better than the first one, then I do what is better and make expiation for my oath." & Narrated 'Abdur-Rahman bin Samura: The Prophet said, "O 'Abdur-Rahman bin Samura! Do not seek to be a ruler, because if you are given authority for it, then you will be held responsible for it, but if you are given it without asking for it, then you will be helped in it (by Allah): and

whenever you take an oath to do something and later you find that something else is better than the first, then do the better one and make expiation for your oath."

Reference: Sahih Bukhari Volume 8, Book 78, Number 619 & 618.

BY : Rahila Shaheen

Life is a Bubble Bath

Today I was thinking about life that how rapidly it was going and how immensely we are loving this fake life. We make our so-called targets our goals and then put our best to achieve them. After achieving one goal we put our intention to the new one and try our level best to make it happen irrespective of the fact that whatsoever thing it is and this process never stops, it continues as your life gets to advance. At times you make some mistake and then hurriedly get the thing corrected, sometimes you have to regret what you have done, etc. We are not meant to live our life that way. If we are thinking that why Allah gives us what we want without praying and worshipping him, the reply is Allah is Al Kareem, He can give you whatsoever thing you want and surely He will but we do not ask to be bestowed with the real thing that will be going to help us in the hereafter life which is IMAAN. Like we are just a shame in the name of Muslims. We don't do anything good for others to make our soul happy and in this stage of life, I just realized why our Holy Prophet cried for his Ummah all night, why he used to seek advance repentance for his Ummah like he already knew it that my Ummah will lose its path and just throwing a personal opinion here that Holy Prophet SAW is the only reason that ALLAH (S.W.T) is not harming us by any storm. Did you ever think how will we face him SAW on the Day of Judgment? Okay! Let's forget it but did you ever think about what results are we going to give to our Holy Prophet SAW for his prayers? This is the right time to realize all these things. We are the ones for whom Holy Quran was revealed. I know these are very few things to think of as we have to think about our business, studies, and goals, but we are forgetting the real thing that really matters. Life is very short, we do not know about the next second whether we will survive or not, and when our last sixty seconds will come. So try to move from evil ways to the right. Indeed Allah accepts the repentance of whoever seeks it with his pure intention. Allah has shown you both ways, now it's upon his men what path they choose for themselves. Life and this world are full of exams that we are given and surely at the end of the day, we will have to face the brunt of whatsoever we have done in our life. So it's the right time to think and to make ourselves better. In these scenarios, if one reaches spiritual maturity, it is a stage where your every desire gets listened to. You'll stay happy and feel blessed with

whatsoever thing is happening in your life because at that time you have surrendered yourself to Allah and at this stage, you will be happy with the uncertain things of your life too. It is a stage where you cry only in front of Allah about all mishappenings. As I said earlier, maybe we have taken this life for granted like if we are rich we will remain rich, etc. There are so many examples in which we have left humanity. I think they have forgotten the Quran verses that "Everybody must have to taste death one day". The grave will be the same as for the poor. It's a time to think and make ourselves better otherwise we will have to regret it.

BY : UMAIR KHALID

Social Media Addiction

Social Media as an addiction Social media helps us to connect with our loved ones while also enhancing the ways of communication and literature mainly. But in today's age, it is becoming a source of entertainment progressively, it has become so much incorporated into our daily life that everything seems incomplete without it. Is it really that important...??Everything has two sides "good and bad" it depends on us whether we are utilizing it positively or not. Things are not good or bad, their use makes them good or bad. According to a study, 71٪ of people do check their phones within 10 minutes of waking up to scroll through their social accounts. We do follow different celebrities on various social platforms and considered them to be our role models. Like seriously, some people got so involved that they start loving or hating another person just because of their favorite celebrity. We post everything on social accounts whenever we go out for dinner, Lunch we post pictures of the meals on media then starts replying in the comment section, scrolling, and chatting as well. Just take a minute and think about the person who can't have the same life that you're living right now. Everyone is pretty busy stalking the other's life without knowing the worth of their life, and their family relations as they are busy comparing their life to the others. In this race of comparison, social media is affecting your life more than you realize. Many people check their Snapchat, Instagram, and Facebook accounts every 5min. If they don't do so they start feeling anxious, depressed or stressed. That is how it is affecting human lives and their mental health. But still, it is not too late to work on it. You can get rid of it, eventually, by reducing its time. You can simply turn notifications off, don't use your phone right after waking up or before going to bed, and limit your screen time. Moreover, spend your time with your family and friends you'd start feeling the beauty of life.

By : Khadija Fatima

Life is Silent

My friend used to tell me that life is boring to you because you're too much into dramas. Life doesn't give you the background music when it's good. It doesn't give you the melody of melancholy. Cherry leaves don't fall just the moment you stand under the trees confessing to a loved one. A knife that is thrown at you doesn't just pass by, it will at the least scratch you, leave a scar for sure. The wind messes with your hair, not to make them look romantic. The rain is not romantic, but dark and sad.

Life begins, flows and ends. It does get the ups and downs but they aren't as dramatic when you have to live in them. The vocals don't get raised when you go up, neither do they slow down when you fall. Life is silent. It has always been silent. It's us who make the noise. By laughing when we get happy, crying when we get sad. And that's just about it. There's no other sound that is made for you. Let yourself be in peace with the silence. Close you're eyes for a while when the pictures don't move. Listen to the beat of heart when you can't cope up with the silence and have no power to make a sound.

But remember that life is silent, it has always been silent.

By : Kainat Imran

Vice Chancellor's Media Briefing for the
2nd CONVOCATION

WELL DONE ABDUL MOIZ

The Ministry of Water Resources through the (PCRWR), in collaboration with the (IWMI) ICARDA and CGIAR's WLE flagship Program

Vice Chancellor KFUEIT Prof.Dr. Muhammad Suleman Tahir attended the event as a Guest of honor

Vice Chancellor Prof. Dr. Muhammad Suleman Tahir meet the newly appointed ambassador of Kazakhstan to Pakistan H.E. Mr. Yerzhan Kistafin

غزل

وقت اب غور کا ہے یہ سچ ہے
وہ کسی اور کا ہے یہ سچ ہے

گرتی دیوار کو گرا تو دوں
مسئلہ شور کا ہے یہ سچ ہے

مجھ کو برباد کرنے والا نام
مجھ سے کمزور کا ہے یہ سچ ہے

تیرے دل میں بسا خدا بھی زیب
آج کے دور کا ہے یہ سچ ہے

زیب النساء واثق (یونیورسٹی آف گجرات)

غزل

جانے کس کی لگی نظر صاحب
گھر بھی لگتا نہیں ہے گھر صاحب

ہو گیا تھا جو بے ثمر صاحب
کٹ گا آج وہ شجر صاحب

آپ جب سے جدا ہوئے ہم سے
جاگتا ہوں میں رات بھر صاحب

پاس کچھ بھی نہیں رہا پھر بھی
دل میں ٹھہرا ہوا ہے ڈر صاحب

روح میں بس گئی ہے ویرانی
میری آنکھیں ہوئی ہیں تھر صاحب

اپنی کھوئی ہوئی خوشی باسط

ڈھونڈتا ہوں نگر نگر صاحب

باسط ادیب

پنجابی نظم

ہجرا ہن کی آکھاں تینوں
تو تے مار مکایا مینوں

تکے نالے ہسے ویکھو
یار دی گل سناواں جینوں

سینے اندر پانبن بلدا
سینے نال میں لاواں کینوں

کووری وٹے، اکھاں کڈے
ہس کے یار بلاواں جنوں

سجناں ہن تے لوکی کیندے
حیدر عشقا کھا گیا تینوں

میاں حسنین حیدر

غزل

کوئی یوں ہی تجھ سے دغا کرے
تو بھی روز ایسے جلا کرے
سبھی خواب تم سے وہ چھین لے
تمہیں نیند میں وہ ملا کرے
لگے روگ تجھ کو شدید تر
نہ طبیب تیری دوا کرے
تمہیں بددعا بھی یہ قلب دے
تجھے عشق ہو یہ خدا کرے
وہ جو شخص تیرا عزیز ہو
وہی شخص تجھ سے جفا کرے

حفیظ راھب

Vice- chancellor
Prof. Dr. Muhammad Suleman Tahir
paid a visit to ambassador of Azerbaijan to Pakistan
Mr. Khazar Farhadov

VC OFFICE
KFUEIT, RYK
Happy Diwali

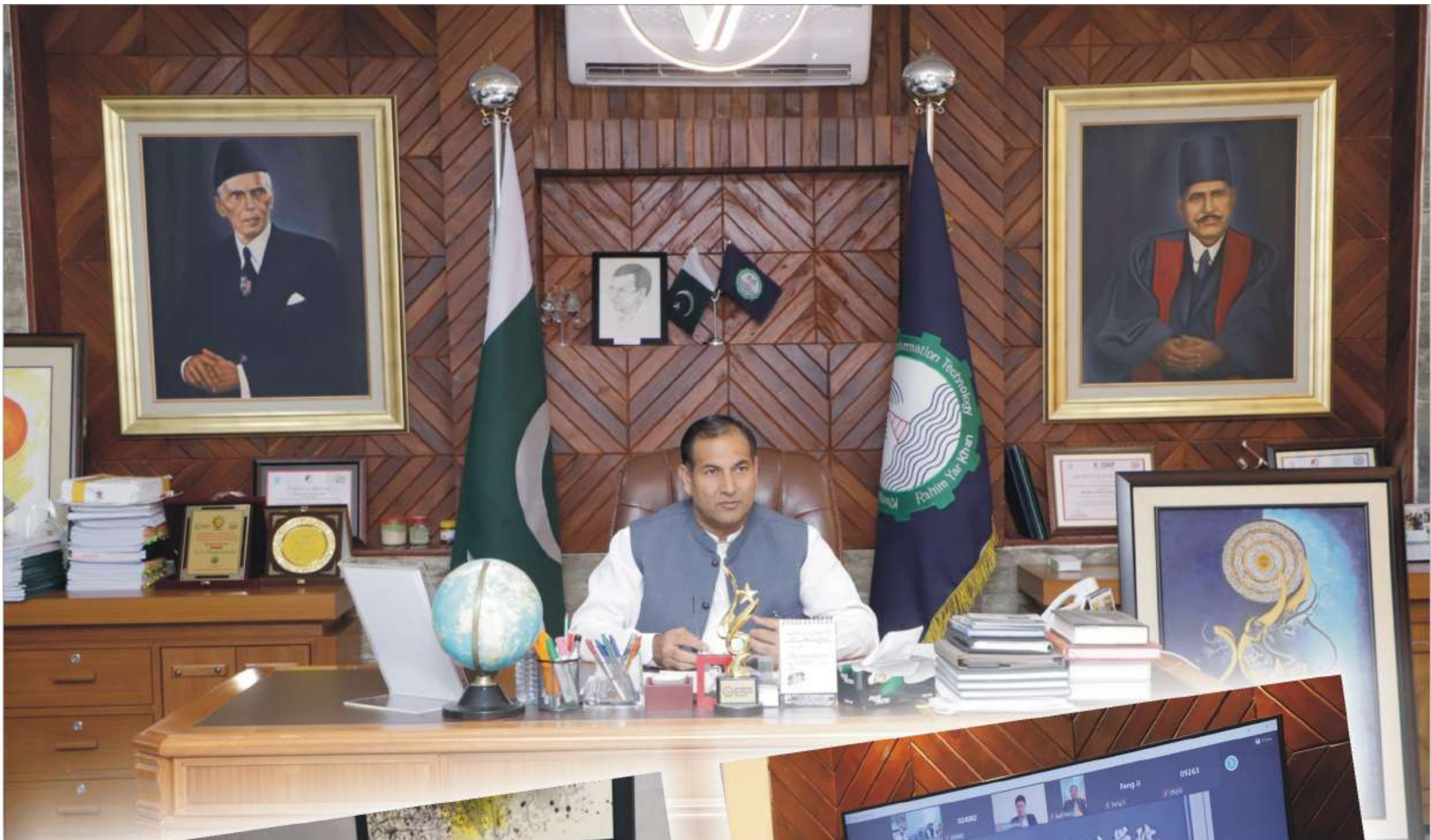

MOU SIGN
BETWEEN
KHWAJA FAREED UNIVERSITY OF ENGINEERING & IT
BEIJING VOCATIONAL COLLEGE OF AGRICULTURE (CHINA)

AWARENESS WALK ON THE IMPORTANCE OF WATER INSTITUTE OF PHYSICS

INSTITUTE OF PHYSICS SEMINAR

WATER NEEDS TO BE AT THE TOP OF THE GLOBAL AGENDA TO ACTIVELY ACHIEVE THE SUSTAINABLE DEVELOPMENTS GOALS

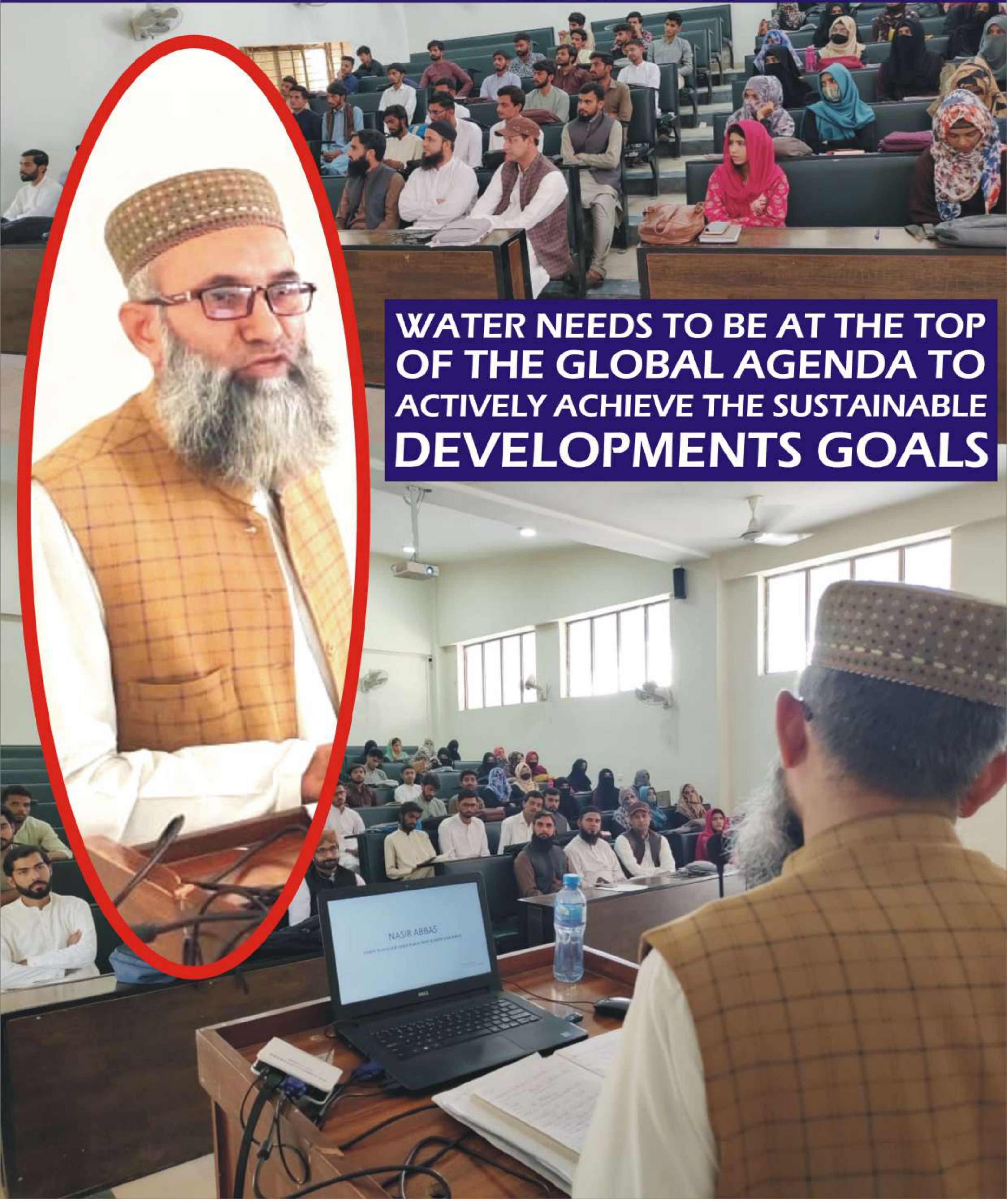

THIS OCTOBER

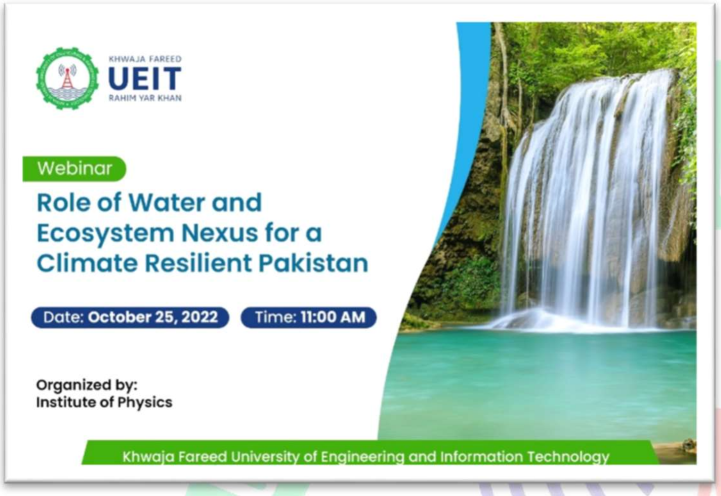

Role of Water and Ecosystem Nexus for a Climate Resilient Pakistan

روزنامہ ترجمان رحیم یار خان

پیر، 17 اکتوبر 2022ء

وہ بھی تو کسی کی بیٹی تھی!

ولی نامہ — محمد بلال ولی — muhammadbilalwali@gmail.com

گذشتہ رات یوتھ کلب کے سیمنار سے فارغ ہو کہ گھر واپس آنے لگا تو بچوں نے پیزا کھانے کی فرمائش کی۔ بچوں کو لے کر ہوٹل پہنچا تو ہال مکمل بھرا پڑا تھا لہذا مجھے ویٹنگ ایریا میں کچھ دیر انتظار کرنا پڑا۔ اس دوران میں نے نوٹ کیا کہ ایک 12 سے 13 سال عمر کی بچی فیملی ہال کے باہر کرسی پہ بیٹھی ہے۔ پہلے تو سمجھا کہ شائد وہ بھی میری طرح کسی فیملی کے ساتھ انتظار میں بیٹھی ہے۔ کیونکہ میرے ساتھ بیٹی بھی تھی تو مینیجر نے مجھے فیملی ہال میں ٹیبل ارینج کروا دیا۔ وہاں جا کر دیکھا تو بہت سے ٹیبل خالی پڑے تھے۔ تب مجھ پہ حقیقت کھلی کہ وہ بچی ٹیبل خالی ہونیکیا نتظار میں نہیں بلکہ ان لوگوں کے فارغ ہونے کے انتظار میں بیٹھی ہے جو اسکو نوکرانی کے طور پہ ساتھ لائے ہیں۔ اور خود کھانے سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اور اسکو ایک طرف اکیلے میں بٹھایا ہوا ہے۔

اس سےبھی زیادہ افسوس ناک بات یہ تھی کہ ایک تو اس بچی کو ایک طرف بٹھایا گیا تھا دوسرا اسکی کرسی کا منہ بھی دیوار کی جانب کروایا ہوا تھا تا کہ وہ کسی کو کھانا کھاتے دیکھے بھی نہ۔

یقین کیجیے یہ منظر دیکھ کر دل رونے لگ گیا۔ میری مجبوری یہ تھی کہ وہ عورت ذات تھی اور میرے ساتھ مسز بھی نہیں تھیں۔ معاشرے کی ذہنیت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اس بچی کو اپنے بچوں کے ساتھ بٹھا کہ کھانے کی آفر بھی نہیں کر سکتا تھا نہیں تو میں ضرور اسکو اپنی فیملی کے ساتھ بٹھاتا اور کھانا کھلاتا تا کہ اس کے بیمار ذہن مالکان کو بھی کچھ شرمندگی کا احساس ہوتا۔

اکثر سوشل میڈیا پہ ایسی چیزیں دیکھ کر میں کہتا تھا کہ بڑے شہروں میں ایسا ضرور ہوتا ہے مگر ہمارے شہر کے لوگ ایسے نہیں ہیں لیکن یقین کیجیے اس حرکت کو دیکھ کر کل میرا سر بھی شرمندگی سے جھک گیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے رزق کی تقسیم انسانوں کے ہاتھوں میں نہیں دی نہیں تو ایسے لوگ تو غریبوں کے منہ کا نوالہ بھی چھین لیتے۔ کیا ہو جاتا اگر وہ لوگ اس بچی کو ساتھ بٹھا لیتے، چلیں ساتھ نہیں بٹھانا تھا تو جہاں اپنے لیے اتنا کچھ آرڈر کیا تھا کچھ تھوڑا بہت اس بچی کیلیے بھی آرڈر کر دیتے، وہ تو دور کی بات آپ نے تو اسکا منہ بھی دیوار کی جانب کروا دیا تا کہ وہ کسی کو کھاتے پیتے دیکھے بھی نا۔ آخر وہ بھی کسی کی بیٹی تھی اور بیٹی کو تو ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحمت کہا ہے اور اس رحمت کو ہی آپ نے ٹھکرانا شروع کر دیا۔ اسکے دل پر کیا بیت رہی ہوگی جب طرح طرح کے کھانوں کی خوشبو اسکو آ رہی ہوگی۔ خدارا اگر آپ انکو اپنے ساتھ لیجا کر کھلا نہیں سکتے تو ساتھ بھی مت لایا کیجیے۔ ساتھ نہ لیجانے پہ تو شائد انکو اتنا دکھ نہ ہو جتنا آپ لوگوں کی اس حرکت سے ہوتا ہوگا۔

☆☆☆☆☆

Water in Agriculture , Organized by : Institute of Physics

Article By Muhammad Bilal Wali

KHWAJA FAREED UNIVERSITY OF ENGINEERING & INFORMATION TECHNOLOGY RAHIM YAR KHAN

Poster Competition

Innovation and Societal transformations about the multiple values of water

اے اللہ مجھے حق وسچ لکھنے کی توفیق عطا فرما (آمین)

Weekly HAMMAS
Rahim Yar Khan

ہفت روزہ حماس
رحیم یار خان
پاکستان

چیف ایڈیٹر
محمد طارق گوندل
0300-8713171

ڈپٹی ایڈیٹر
مظفر حسین ندوی
0302-7664824

ایڈیٹر: نعیم چوہدری

☆ جلد نمبر 27 | جمعرات 23 ربیع الاول 1444ھ 20 اکتوبر 2022ء قیمت =/5 روپے | شمارہ نمبر 1 ☆

شخصیت کا کردار

تحریر: راحیلہ شاہین

جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا میں نے لکھا (شخصیت کا کردار) شخصیت کی جامع تعریف کرنا تھوڑا مشکل کام ہے مگر سادہ لفظوں میں کسی انسان کی شخصیت اس کی ظاہری و باطنی اور اکتسابی و غیر اکتسابی خصوصیات کا مجموعہ ہے۔ ظاہری حسن وقتی طور کے لیے کسی کی متوجہ کا طلب ہوتا ہے مگر کردار کا رول دائمی ہوتا ہے اور یہ ہمیشہ انسان کو قائم و دائم اور زندہ جاوید رکھتا ہے۔ قوموں کی ترقی کے راز میں بھی کسی نہ کسی شخصیت کا کردار بہت اہم ہوتا ہے جیسے کہ پاکستان کی آزادی میں ہمارے قائد محمد علی جناح کا قلیدی کردار ہے جسے آنے والی نسلیں یاد کرتی ہیں اور یاد رکھیں گی۔ مگر آج میں جس عظیم استاد اور جس شخصیت کا ذکر کرنے جا رہی ہوں جنہوں نے بے شمار محنت و کوششوں کے بعد خود کو اس مقام پہ لا کھڑا کیا ہے کہ ان کے کردار اور مخلصی سے رحیم یار خان کے باسیوں کو آج اپنے ہی شہر میں بہترین تعلیم اور سہولیات میسر ہیں۔ وہ شخصیت رحیم یار خان کے لوگوں کے لیے بہت ہی خاص ہے جنہیں اس شہر کا ہر طالب علم جانتا ہے۔ میری مراد لاکھوں دلوں کی دھڑکن "ڈاکٹر سلیمان طاہر" ہیں۔ اس نام سے کون واقف نہیں ڈاکٹر سلیمان طاہر کا شمار پاکستان کے نامور کیمیکل انجینئرز اور ریسرچرز میں کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر سلیمان طاہر اس وقت ساؤتھ پنجاب کی سب سے بڑی آئی ٹی (خواجہ فرید) یونیورسٹی میں وائس چانسلر کے عہدہ پر فائض ہیں۔ جب انہوں نے بطور وائس چانسلر عہدہ سنبھالا تو تب جامع بہت سی نصابی اور غیر نصابی مشکلات کا شکار تھی۔ آپ نے درپیش چیلنجز کو اپنی ذہانت اور سمارٹ مائنڈ پلاسیس کی بدولت بہت کم وقت میں حل کیا۔ ڈاکٹر سلیمان کو اپنے ادارے سے مخلصی اور دیانتداری کی وجہ سے متوثر شخصیات میں دیکھا جاتا ہے۔ اپنے خلوص کی وجہ سے ادارے کا ہر طالبعلم اور ان کے ساتھ جڑے ورکرز انہیں بہت پسند کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے خلوص اور خصوصیات کو الفاظ کی لڑی میں پرونا ناممکن ہے سو میں اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ اقبال نے ان جیسی شخصیات کے لیے ہی کہا تھا:

یہ فیضان نظر تھا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے ابراہیم کو آداب فرزندی

اللہ پاک نے سر سلیمان صاحب کو بہت کامیابیوں اور عزتوں سے نوازا ہے اور سر

بھی اپنے چہرے پر مسکراہٹ رکھے اللہ پاک کا شکریہ ادا کرتے نظر آتے ہیں۔ ۲۰۲۲ کی ہی اگر بات کریں تو آپ کی سرپرستی میں پاکستان بھر میں جامع کا انجینئرنگ کی کیٹیگری میں 3rd رینک پر آنا ساؤتھ پنجاب کے لیئے ایک خوش آئند اور اعزاز کی بات ہے۔ گورنر آف پنجاب نے آپ کی خدمات پر آپ کو اعزازی شیلڈز سے نوازا اور آپ کو اکیڈمک ایکسی لینس کا ایوارڈ بھی ملا۔ ویسے تو ڈاکٹر سلیمان طاہر کی جامع کے لیے بے انتہا خدمات ہیں جن کا ڈائریکٹ فائدہ ہمیشہ طالب علموں کو ہوا ہے مگر کچھ بہترین خدمات جو کہ: میرٹ پر بھرتیاں، ایم فل اور پی ایچ ڈی طلباء کے لیے جابز، جامع کے گولڈ میڈلسٹ کو جابز، اقلیتوں اور یتیموں کے لیے سکالرشپز، لڑکیوں کے لیے انجینئرنگ پروگرامز میں فلی فنڈڈ

سکالرشپز، جامع کی دنیا بھر میں نمایاں رینکنگ، غیر نصابی سرگرمیوں میں اضافہ اور نمایاں پوزیشنز، سپورٹس کمپلیکس کا قیام، بہترین ہاسٹلز کی تعمیر، ریسرچ گرانٹس، لیبز کا قیام، گیسٹ ہاؤس کا قیام، ریسرچ اور انڈسٹریز لینکیج پر بھرپور زور، پراجیکٹ ایگزیبیشن، مختلف یونیورسٹیز میں پراجیکٹ مقابلوں میں پوزیشنز، ریسرچ میں بہترین سہولیات، ملٹی پل نیشنل اور انٹرنیشنل کانفرنس کا انعقاد، ادب کے فروغ کے لیئے سوسائٹیز کا قیام، کمرشل مارکیٹ کا قیام، بہترین امتحانی سسٹم، طلباء کا ایچ ای سی فارن سکالرشپس حاصل کرنا، ٹرانسپورٹ کی بہترین سہولیات فراہم کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ آپ نہ صرف جامع کے لیئے بلکہ وطنِ عزیز پاکستان کے لیے بہت سی خدمات سرانجام دے رہے ہیں ان کی عاجز پسند شخصیت میں خدمتِ انسانیت کا بہت جذبہ ہے سیلاب متاثرین کی مدد کرنی ہو یا کسی بھی مشکل وقت سے گزر رہے ہوں آپ ہر کام میں بھر چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ ان تمام خدمات میں ہم ڈاکٹر سلیمان کے جوش اور جذبے کو سلام پیش کرتے ہیں۔ بے شک آپ کی شخصیت جامع کے لیے قیمتی اثاثہ ہے۔ اور آپ رحیم یار خان کے لیے باعث فخر ہیں۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ آپکو مزید کامیابیاں عطاء فرمائے اور جامع کی ترقی و کامرانی کے لیے مزید ہمت اور طاقت عطاء فرمائے۔ آمین

ABC Certified
روزنامہ سچ رحیم یار خان
19-10-2022

شخصیت کا کردار

پروفیسر ڈاکٹر سلیمان طاہر

اسلام علیکم! ..... جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا میں نے لکھا (شخصیت کا کردار) شخصیت کی جامع تعریف کرنا تھوڑا مشکل کام ہے مگر سادہ لفظوں میں کسی انسان کی شخصیت اس کی ظاہری و باطنی اور اکتسابی و غیر اکتسابی خصوصیات کا مجموعہ ہے۔ ظاہری حسن وقتی طور کے لیے کسی کی متوجہ کا طلب ہوتا ہے مگر کردار کا رول دائمی ہوتا ہے اور یہ ہمیشہ انسان کو قائم و دائم اور زندہ جاوید رکھتا ہے۔ قوموں کی ترقی کے راز میں بھی کسی نہ کسی شخصیت کا کردار بہت اہم ہوتا ہے جیسے کہ پاکستان کی آزادی میں ہمارے قائد محمد علی جناح کا قلیدی کردار ہے جسے آنے والی نسلیں یاد کرتی ہیں اور یاد رکھیں گی۔ مگر آج میں جس عظیم استاد اور جس شخصیت کا ذکر کرنے جا رہی ہوں جنہوں نے بے شمار محنت و کوششوں کے بعد خود کو اس مقام پہ لا کھڑا کیا ہے کہ ان کے کردار اور مخلصی سے رحیم یار خان کے باسیوں کو آج اپنے ہی شہر میں بہترین تعلیم اور سہولیات میسر ہیں۔ وہ شخصیت رحیم یار خان کے لوگوں کے لیے بہت ہی خاص ہے جنہیں اس شہر کا ہر طالب علم جانتا ہے۔ میری مراد لاکھوں دلوں کی دھڑکن "ڈاکٹر سلیمان طاہر" ہیں۔ اس نام سے کون واقف نہیں ڈاکٹر سلیمان طاہر کا شمار پاکستان کے نامور کیمیکل انجینئرز اور ریسرچرز میں کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر سلیمان طاہر اس وقت ساؤتھ پنجاب کی

سب سے بڑی آئی ٹی (خواجہ فرید) یونیورسٹی میں وائس چانسلر کے عہدہ پر فائض ہیں۔ جب انہوں نے بطور وائس چانسلر عہدہ سنبھالا تو تب جامع بہت سی نصابی اور غیر نصابی مشکلات کا شکار تھی۔ آپ نے درپیش چیلنجز کو اپنی ذہانت اور سمارٹ مائنڈ پلاسیس کی بدولت بہت کم وقت میں حل کیا۔ ڈاکٹر سلیمان کو اپنے ادارے سے مخلصی اور دیانتداری کی وجہ سے متوثر شخصیات میں دیکھا جاتا ہے۔ اپنے خلوص کی وجہ سے ادارے کا ہر طالبعلم اور ان کے ساتھ جڑے ورکرز انہیں بہت پسند کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے خلوص اور خصوصیات کو الفاظ کی لڑی میں پرونا ناممکن ہے سو میں اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ اقبال نے ان جیسی شخصیات کے لیے ہی کہا تھا:

یہ فیضان نظر تھا کہ مکتب کی کرامت تھی ...... سکھائے کس نے ابراہیم کو آداب فرزندی

اللہ پاک نے سر سلیمان صاحب کو بہت کامیابیوں اور عزتوں سے نوازا ہے اور سر بھی اپنے چہرے پر مسکراہٹ رکھے اللہ پاک کا شکریہ ادا کرتے نظر آتے ہیں 2022 کی ہی اگر بات کریں تو آپ کی سرپرستی میں پاکستان بھر میں جامع کا انجینئرنگ کی کیٹیگری میں 3rd رینک پر آنا ساؤتھ پنجاب کے لیئے ایک خوش آئند اور اعزاز کی بات ہے۔ گورنر آف پنجاب نے آپ کی خدمات پر آپ کو اعزازی شیلڈز سے نوازا اور آپ کو اکیڈمک ایکسی لینس کا ایوارڈ بھی ملا۔ ویسے تو ڈاکٹر سلیمان طاہر کی جامع کے لیے بے انتہا خدمات ہیں جن کا ڈائریکٹ فائدہ ہمیشہ طالب علموں کو ہوا ہے مگر کچھ بہترین خدمات جو کہ: میرٹ پر بھرتیاں؛ ایم فل اور پی ایچ ڈی طلباء کے لیے جابز؛ جامع کے گولڈ میڈلسٹ کو جابز؛ اقلیتوں اور یتیموں کے لیے سکالرشپز؛ لڑکیوں کے لیے انجینئرنگ پروگرامز میں فلی فنڈڈ سکالرشپز؛ جامع کی دنیا بھر میں نمایاں رینکنگ؛ غیر نصابی سرگرمیوں میں اضافہ اور نمایاں پوزیشنز؛ سپورٹس کمپلیکس کا قیام؛ بہترین ہاسٹلز کی تعمیر؛ ریسرچ گرانٹس؛ لیبز کا قیام؛ گیسٹ ہاؤس کا قیام؛ ریسرچ اور انڈسٹریز لینکیج پر بھرپور زور؛ پراجیکٹ ایگزیبیشن؛ مختلف یونیورسٹیز میں پراجیکٹ مقابلوں میں پوزیشنز؛ ریسرچ میں بہترین سہولیات؛ ملٹی پل نیشنل اور انٹرنیشنل کانفرنس کا انعقاد؛ ادب کے فروغ کے لیے سوسائٹیز کا قیام؛ کمرشل مارکیٹ کا قیام؛ بہترین امتحانی سسٹم؛ طلباء کا ایچ ای سی فارن سکالرشپس حاصل کرنا؛ ٹرانسپورٹ کی بہترین سہولیات فراہم کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ آپ نہ صرف جامع کے لیے بلکہ وطن عزیز پاکستان کے لیے بہت سی خدمات سرانجام دے رہے ہیں ان کی عاجز پسند شخصیت میں خدمتِ انسانیت کا بہت جذبہ ہے سیلاب متاثرین کی مدد کرنی ہو یا کسی بھی مشکل وقت سے گزر رہے ہوں آپ ہر کام میں بھر چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ ان تمام خدمات میں ہم ڈاکٹر سلیمان کے جوش اور جذبے کو سلام پیش کرتے ہیں۔ بے شک آپ کی شخصیت جامع کے لیے قیمتی اثاثہ ہے۔ اور آپ رحیم یار خان کے لیے باعث فخر ہیں۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ آپکو مزید کامیابیاں عطاء فرمائے اور جامع کی ترقی و کامرانی کے لیے مزید ہمت اور طاقت عطاء فرمائے۔ آمین

تحریر: راحیلہ شاہین

باسط ادیب ایک شاعر ادیب یا رہنما

از قلم
امبر خان خٹک

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور زمانہ شعر ہے کہ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

یہ بات باسط ادیب پہ من وعن صادق آتی ہے اللہ نے رحیم یار خان کو نہ صرف بہترین و نامور شاعروں، تجزیہ نگاروں اور دیگر گوہر نایاب سے نوازا ہے اس کے ساتھ ساتھ اس شہر کو بہت سی عظیم ہستیوں سے نوازا ہے اس شہر کو ایک اور تحفہ اللہ رب العزت نے باسط ادیب کی صورت میں عطا کیا ہے۔ شاعری کسی انسان کا خود سے لکھا کلام نہیں بلکہ یہ تو اللہ رب العزت کی طرف سے اترنے والا کلام ہے جو دل پہ اتر کر دل پہ اثر انداز ہوتا ہے۔ باسط ادیب نہ صرف ایک عمدہ شاعر ہیں بلکہ وہ ایک عمدہ اصلاح کار، رہنما اور باکمال مصنف بھی ہیں میں نے آج تک ان کے جیسا باکمال مصنف نہیں دیکھا جن کو اردو ادب میں اردو غزل، نظم و نثر اور تصنیف میں اتنا کمال حاصل ہو۔ ان کا شمار نامور نوجوان شعرا میں ہوتا ہے۔ وہ جو لکھتے ہیں نہایت عمدہ اور اعلیٰ لکھتے ہیں۔ ان کا انداز بیان منفرد اور سادہ ہے۔ لکھنے کے ساتھ ساتھ وہ اپنا تعلیمی سفر بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ انکو لکھنے کا شوق بچپن سے ہی تھا انہوں نے اپنی تعلیمی سفر کا آغاز رینجرز پبلک سکول بنگلہ منٹھار سے کیا۔ میٹرک اقراء پبلک سکول صادق آباد سے کی۔

ایف ایس سی اقراء کالج صادق آباد اور بی ایس سی بھی اقراء کالج صادق آباد سے کی

خواجہ فرید یونیورسٹی سے وہ ایم ایس سی فزکس (بی ایس) کر رہے ہیں تعلیم کے علاوہ بھی تمام تر سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ تمام تر نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں میں وہ پیش پیش رہتے ہیں۔ وہ

فروغ فن و ادب سوسائٹی کے صدر کی حیثیت سے خدمات سر انجام دے رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ اسٹیٹ یوتھ پارلیمنٹ ساؤتھ پنجاب کے لٹریچر فورم کے صدر بھی ہیں اور ملک پاکستان کے لیے اپنا مثبت کردار ادا کر رہے ہیں۔ تمام تر تحریروں پر وہ نظر ثانی کرتے ہیں اور ان کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ جو بھی تحریر انکی نظروں سے گزرتی ہے اس کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔ ایسا ہوتا ہے کہ جب اللہ کسی انسان کو اس قدر خوبصورتی سے نوازتا ہے تو انسان میں غرور و تکبر اور انا پرستی جیسے عوامل جنم لیتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ لوگ جب کسی مقام اور عہدہ کو حاصل کرتے ہیں تو وہ دوسرے لوگوں کو حقیر سمجھ لیتے ہیں مگر میں نے دیکھا ہے کہ باسط ادیب نہ صرف تحریری صلاحیتوں سے مالا مال ہیں بلکہ وہ ایک نہایت باکردار خوددار اور نہایت سادہ شخصیت کے مالک ہیں اور اس قدر خوبیوں کے باوجود اتنے سادہ طبیعت اور اچھے اخلاق کا حامل ہونا یہ ایک عام بات نہیں بلکہ یہ ایک بہت بڑی اور کمال کی بات ہے۔ وہ کام وقت پر کرنے کے پابند ہیں اور ہر ایک کو برابر عزت و احترام سے نوازتے ہیں خود اتنے باکمال ہستی ہونے کے باوجود دوسروں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور دوسروں کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ ہماری تحریروں کو پڑھ کر اصلاح بھی کرتے ہیں اور ہمارے نام سے شائع بھی کروا کے دیتے ہیں۔ اس دور میں اتنا سادہ اور اچھا کون ہو سکتا ہے جو اتنی محنت بھی کرتا ہے اور اپنا نام بھی آنے نہیں دیتا۔ اللہ رب العزت نے انکو خوبصورتی کے ساتھ ساتھ اچھی سیرت سے بھی نوازا ہے۔ ہماری یونیورسٹی اور بطور خاص فزکس سوسائٹی کے لیے یہ ایک اعزاز کی بات ہے کہ ایک ایسا نادر ہیرا لیے بیٹھے ہیں جو اپنی مثال آپ ہے
اللہ تعالیٰ باسط ادیب جیسے تمام مثبت لوگوں کو ترقی دے تاکہ وہ اس ملک پاکستان کے چھپے ہوئے ہیروں کو بہتر سے بہترین پلیٹ فارم مہیا کر سکیں

Article By Amber Khan Khattak on Abdul Basit Javed *(Basit Adeeb Poet) ,President Faroog e fun o adab Society*